عقود شرعیہ میں ایجاب اور قبول کی اہمیت اور جدید ذرائع مواصلات سے ان کے انعقاد کا فقہی تجزیہ

The Significance of Offer and Consent in Business Contracts and Their Conduct with the Modern Sources of Communication: A Shar'i Analysis

Abid Jan
PhD Scholar, Department of Islamic Studies,
Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar
Email: abidjanusmani@gmail.com
Dr. Zia ullah Azhari
Professor Department of Islamic Studies,
Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar
Email: drziaullah03@gmail.com

Abstract
Offer and consent is the basis of every business contract in Shari'a. No contract can be conducted without these two prerequisites. The sole purpose of the offer/consent is the expression of agreement by the contracting parties. Therefore, Shari'a allows all kind of suitable words expressed for agreement in accordance with a specific contract. Uttering the exact words, 'I sold', 'I bought', 'I accepted' is precisely not necessary. Moreover, while the buyer/seller can offer/accept a transaction face to face, they can do it through written correspondence, messenger and substitute. However, they will strictly follow all the terms and conditions that the Muslim jurists have made necessary for these transactions.

The contracts through written correspondence and messengers would take months in the past. However, the emergence of the modern technologies i.e. internet, fax, telephone etc. has made these transactions to be executed in seconds/minutes. Concomitantly, transactions conducted with modern sources of communication will be analogized on the precedence of the premodern sources of communication. Therefore, terms and conditions stipulated by Sharia with respect to offer/consent and unity of the contract's session will be applied to these modern sources, too. Conversely, if the contractors directly offer/consent in a marriage contract without involving a substitute. The root cause of this is that marriage contract is more significant than a business contract and the implications it will have last longer for decades. Therefore, caution lies in this to disallow this contract.

Keywords: Offer, Acceptance, Modern Sources of Communication, Business Contracts, Shari'a

انسان مدنی الطبع ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر وہ ایک دوسرے کا محتاج ہوتا ہے، اس لیے وہ اپنی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرنے کے لئے مختلف قسم کے عقود طے کرتا ہے، چنانچہ عقود جس کا تعلق معاشرتی زندگی سے ہو یامال کے حصول سے، ان کے انعقاد میں اہم کردار ایجاب وقبول کا ہے، کیونکہ اس کے بغیر نہ تو کسی غیر کی ملک میں موجود چیز کو اپنی ملکیت میں لایا جاسکتا ہے اور نہ عقد نکاح میں اس کے بغیر کسی عورت سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس مضمون میں عقود میں ایجاب اور قبول کی اہمیت فقہاءِ کرام کی آراء کی روشنی میں تفصیل سے بیان کی جائے گی اور اس کے ساتھ جدید ذرائع مواصلات سے منعقدہ عقود کا فقہی تجزیہ بھی کیاجائے گا۔

عقد کی لغوی تحقیق:

عقد باب ضرب کا مصدر ہے عقد یعقد عقداً۔ لغت میں یہ متعدد معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے:

(1) باندھنا، پختہ اور مضبوط کرنا اور یہ "حِلٌّ" بمعنی کھولنے کی ضد ہے۔ علامہ ابن منظور الافریقی لسان العرب میں فرماتے ہیں:

العَقْد نَقِيضُ الحَلِّ؛ عَقَدَه يَعْقِدُه عَقْداً.[1]

ترجمہ: عقد حل یعنی کھولنے کی ضد ہے اور یہ باب ضَرَبَ یضربُ سے ہے، جس کا مصدر عقْد آتا ہے۔

عرب کہتے ہیں: "عقدت الحبل" میں نے رسی باندھ لی۔

(2) گرہ لگانا، جیسے کہا جاتا ہے: عقدت الحبل میں نے رسی کو گرہ لگایا۔

(3) معاہدہ کرنا، جیسے کہا جاتا ہے: عقدتُ العھد یعنی میں نے معاہدہ کیا۔[2]

(4) اتفاق بين طرفين يلتزم فيه كلا منهما تنفيذ ما تم الاتفاق عليه.[3]

ترجمہ: طرفین کا آپس میں ایسا اتفاق جس میں ہر ایک اپنے اوپر اس چیز کو نافذ کرنے کا التزام کرتا ہے، جس پر اتفاق ہو چکا ہو۔

عقد کی اصطلاحی تعریف:

(1) ربط اجزاء التصرف بالایجاب والقبول.[4]

ترجمہ: تصرف کے اجزا کو ایجاب اور قبول کے ساتھ جوڑنا عقد کہلاتا ہے۔

مَجْمُوعُ إيجَابِ أَحَدِ الْمُتَكَلِّمَيْنِ مَعَ قَبُولِ الْآخَرِ سَوَاءٌ كَانَ بِاللَّفْظَيْنِ الْمَشْهُورَيْنِ مِنْ زَوَّجْت وَتَزَوَّجْت أَوْ غَيْرِهِمَا مِمَّا سَيُذْكَرُ أَوْ كَلَامُ الْوَاحِدِ الْقَائِمِ مَقَامَهُمَا.[5]

متکلمین میں سے ایک کے ایجاب کے ساتھ دوسرے کے قبول کے مجموعے کا نام (عقد) ہے، چاہے وہ ایجاب اور قبول زوجتُ اور تزوّجتُ جیسے مشہور الفاظ سے ہوں یا دوسرے الفاظ سے یا عقد اس ایک شخص کے کلام کا نام ہے جو دو آدمیوں کا قائم مقام (طرفین سے متولی) ہو۔

ایجاب اور قبول کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

ایجاب باب افعال کا مصدر ہے۔ اس کا استعمال مختلف معانی کے لیے ہوتا ہے:

(1) ایجاب کا معنیٰ ہے لازم کرنا، جس طرح کہا جاتا ہے: "اوجب لک البیع ایجابا" یعنی تمہارے لیے بیع کو لازم کیا لازم کرنا۔[6] اس کا مجرّد "وجب" آتا ہے بمعنیٰ واجب اور لازم ہونا۔

(2) ایجاب کا معنیٰ ہے واجب بنانا یا واجب جاننا، جیسے کہا جاتا ہے: "اوجب الشئ ای صیّرہ واجبا" یعنی اس نے اس کو واجب کر ڈالا۔[7]

(3) ایجاب کا معنیٰ ہے رعایت برتنا، جیسے کہا جاتا ہے: "قد فعلت ذالک ایجابًا لحقہٖ" یعنی میں نے اس کے حق کی رعایت کی وجہ سے یہ کام کیا۔[8]

ایجاب کی اصطلاحی تعریف:

ایجاب کے مفہوم میں لزوم کا معنیٰ پایا جاتا ہے، اس لیے فقہاءِ احناف کی اصطلاح میں ہر اس کلام کو ایجاب کہا جاتا ہے جو عاقدین میں سے کسی ایک سے پہلے صادر ہو، چنانچہ علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

مایذکر اولامن کلام المتعاقدین الدال علی الرضاء.[9]

ترجمہ: ایجاب ہر اس لفظ کو کہا جاتا ہے جو متعاقدین کے کلام میں سے پہلے ذکر ہو اور رضامندی پر دال ہو۔

علامہ ابو حبیب سعدی ایجاب کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عبارة عن بعت، ونحوہٖ من جهة البائع.

ترجمہ: ایجاب بعت ُ یا اس جیسے دیگر الفاظ سے عبارت ہے جو بائع سے صادر ہوئے ہوں۔[10]

علامہ ابن الہمام ایجاب کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إِثْبَاتُ الْفِعْلِ الْخَاصِّ الدَّالِّ عَلَى الرِّضَا الْوَاقِعِ أَوَّلًا سَوَاءٌ وَقَعَ مِنْ الْبَائِعِ كَبِعْتُ أَوْ مِنْ الْمُشْتَرِي كَأَنْ يَبْتَدِئَ الْمُشْتَرِي فَيَقُولُ اشْتَرَيْت هَذَا بِأَلْفٍ.[11]

ترجمہ: ایجاب رضامندی پر دلالت کرنے والے اس خاص فعل کا نام ہے جو (متعاقدین میں سے کسی ایک سے) پہلے واقع ہو، چاہے بائع کی طرف سے ہو، جیسے بعتُیا مشتری کی طرف سے ہو، جیسے مشتری کلام کی ابتدا کرتے ہوئے اشتریتُ کہے۔

جمہور فقہاکے نزدیک ایجاب کی تعریف:

جمہور فقہاءِ کرام کے نزدیک ایجاب وہ لفظ ہے جو اس شخص سے صادر ہو جو دوسروں کو مالک بنانے والا ہو ،اگرچہ وہ عاقدین کے کلام میں سے ثانیاً ذکر ہو، چنانچہ الفقہ الاسلامی وادلتہ میں ہے:

الایجاب ھو ما صدر ممّن یکون منه التملیک وان جاء متاخرا.[12]

ترجمہ: ایجاب وہ لفظ ہے جو اس شخص سے صادر ہو جو دوسروں کو مالک بنا سکے، اگرچہ وہ مؤخر ذکر ہو۔

قبول کا لغوی معنیٰ:

قبول باب سَمِعَ کا مصدر ہے۔ یہ قاف کے فتحہ اور ضمہ دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ یہ متعدد معانی کے لیے آتا ہے:

(1) کسی چیز پر راضی ہونا، جیسے کہا جاتا ہے "قبلت العقد" یعنی میں عقد پر راضی ہو۔

(2) اخذ اور لینے کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے:"قَبِلْتُ الْهَدِيَّةَ ای أَخَذْتُها" کہ میں نے ہدیہ کو قبول کیا یعنی لے لیا۔

(3) تصدیق کے معنیٰ پر بھی استعمال ہوتا ہے، جیسے کہا جاتا ہے:"قَبِلْتُ الْقَوْلَ ای صَدَّقْتُهُ" کہ میں نے اس کی تصدیق کی۔[13]

علامہ ابن منظور الافریقی اس کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَهُوَ بِفَتْحِ الْقَافِ الْمَحَبَّةُ والرِّضا بِالشَّيْءِ ومَيْلُ النَّفْسِ إِليه-[14]

ترجمہ: قبول قاف کے فتحہ کے ساتھ کسی چیز کو پسند کرنے، اس پر رضامندی اور اس کی طرف دل کے مائل ہونے کو کہتے ہیں۔

قبول کی اصطلاحی تعریف:

علامہ ابن نجیم قبول کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اللَّفْظُ الصَّادِرُ ثَانِيًا الْوَاقِعُ جَوَابًا لِلْأَوَّلِ-[15]

ترجمہ: وہ لفظ جو متعاقدین سے ثانیاً صادر ہو اور وہ پہلے لفظ (ایجاب) کے لیے بطور جواب واقع ہو تو اسے فقہا کی اصطلاح میں قبول کہا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا تعریف جمہور احناف کی ہے، چنانچہ ان کے نزدیک قبول میں تاخیر ضروری ہے کہ وہ لفظ مؤخر ذکر، ہو چاہے بائع سے صادر ہو یا مشتری سے۔

علامہ ابن الہمام قبول کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

الْفِعْلُ الصَّادِرُ ثَانِيًا۔[16]

ترجمہ: قبول وہ فعل ہے جو (متعاقدین میں کسی ایک سے) ثانیاً صادر ہو۔

علامہ ابن الہمام کی یہ تعریف جمہور احناف کی تعریف سے عام ہے، چنانچہ اگر بائع نے کہا: "کل ہذا الطعام بدرہم" اور مشتری نے قبلت کہے بغیر اس سے کچھ کھالیا تو بیع تام ہو گی اور اس کے لیے کھانا حلال ہو گا۔[17]

جمہور فقہا کی رائے:

جمہور فقہا کی نزدیک قبول کے لیے عاقدین میں سے کسی ایک سے ثانیاً لفظ کا صدور ضروری نہیں، بلکہ ضروری یہ ہے کہ یہ ایسے شخص سے صادر ہو جو مالک بن رہا ہو اگرچہ یہ لفظ پہلے ذکر ہو۔

والقبول هو ما صدر ممن يصير له الملك وان صد راولا۔[18]

ترجمہ: قبول ہر وہ لفظ ہے جو ایسے شخص سے صادر ہو جو مالک بن سکے، اگرچہ یہ لفظ اولاً ذکر ہو۔

ایجاب اور قبول کی اہمیت:

قرآن، حدیث اور فقہاءِ کرام کی تصریحات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی بھی عقد کے جواز کے لیے عاقدین کی باہمی رضامندی ضروری ہے، چنانچہ عاقدین کی رضامندی کے بغیر ایک دوسرے کے اموال سے فائدہ حاصل کرنے سے شریعت نے منع فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ}[19]

ترجمہ: اے ایمان والو! آپس میں ناجائز طریقوں سے ایک دوسرے کا مال نہ کھاؤ، ہاں اگر باہمی رضامندی سے تجارت ہو تو یہ درست ہے۔

عاقدین کی رضامندی ایک مخفی امر ہے، اس کو معلوم کرنا ایک مشکل امر ہے، خصوصا متعاقدین کے اختلاف کی صورت میں قاضی کے سامنے اس کا ثبوت متعذر ہوتا ہے، چنانچہ اس رضامندی پر آگاہی تب تک ناممکن ہے، جب تک عاقدین اپنے الفاظ کے ذریعے اس کا اظہار نہ کریں، چنانچہ عقد پر رضامندی کے اظہار کے لیے عاقدین کی طرف سے جو کلام دال ہوتا ہے، اس کو فقہ کی اصطلاح میں ایجاب اور قبول کہا جاتا ہے۔

چنانچہ عقد بیع ہو یا دیگر عقود سب کے لیے فقہا کرام نے ایجاب اور قبول کو رکن قرار دیا ہے اس لیے ایجاب اور قبول کے بغیر عقد کا انعقاد نہیں ہو سکتا، چنانچہ علامہ کاسانیؒ عقد بیع میں ایجاب و قبول کو رکن کا درجہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

(وأما) ركن البيع: فهو مبادلة شيء مرغوب بشيء مرغوب، وذلك قد يكون بالقول، وقد يكون بالفعل (أما) القول فهو المسمى بالإيجاب، والقبول في عرف الفقهاء.[20]

ترجمہ: اور بیع میں رکن ایک مرغوب چیز کا دوسرے مرغوب چیز کے ساتھ تبادلہ ہے۔ یہ کبھی قول اور کبھی فعل کے ساتھ ہوتا ہے۔ قول کے ذریعے تبادلے کو فقہا کے عرف میں ایجاب اور قبول کہا جاتا ہے۔

چنانچہ فقہاءِ احناف کے ہاں عقد بیع کے لیے ایجاب اور قبول کو رکن قرار دیا گیا ہے، چاہے وہ قول کے ذریعے ہو، جسے ایجاب اور قبول کہتے ہیں اور یا فعل کے ذریعے ہو جسے تعاطی کہا جاتا ہے اور رکن کے بغیر عقد کا وجود ممکن نہیں ہوتا۔

اسی طرح علامہ کاسانیؒ نے عقد نکاح میں ایجاب اور قبول کی اہمیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

واماّ رکن النکاح فھو الایجاب والقبو ل۔[21]

ترجمہ: نکاح کا رکن ایجاب اور قبول ہے۔

جدید ذرائع مؤاصلات سے منعقدہ عقود کا فقہی تجزیہ:

موجودہ دور میں دنیا کی حیرت انگیز ترقی اور نئی مشینی ایجادات نے عقود و معاملات کی نئی نئی صورتیں اور ان سے متعلق نئے نئے مسائل پیدا کئے ہیں۔ جدید ذرائع مواصلات یعنی انٹرنیٹ، ٹیلی فون ٹیکس وغیرہ کے ذریعے عاقدین دور بیٹھ کر آپس میں مختلف قسم کے عقود طے کرتے ہیں، جس سے شرعی طور پر یہ مسئلہ سامنے آتا ہے کہ ان آلات جدیدکے ذریعے جن مختلف قسم کے عقود کا انعقاد ہوتا ہے، کیا ایجاب و قبول کرتے وقت عاقدین کے درمیان مجلس کا اتحاد باقی رہتا ہے یا نہیں۔ مجلس کیا ہے؟ عقود میں اس کی کیا اہمیت ہے؟ عقود پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ وغیرہ، ذیل میں ان چیزوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

جن جدید مواصلات کے ذریعے عقد پایہ تکمیل تک پہنچتا ہو، اس کا رجع تین چیزوں کی طرف ہے:

(1) کتابت کے ذریعے ایجاب و قبول

(۲).... آواز کے ساتھ ایجاب و قبول

(۳) صورت سمیت آواز کے ساتھ ایجاب اور قبول۔

کتابت کے ذریعے ایجاب و قبول:

کتابت کے ذریعے عقد کے انعقاد کے لیے جدید مواصلاتی نظام میں ای میل، فیکس، برقی تار اور ڈاک استعمال ہوتے ہیں۔ ان ذرائع کے ساتھ عقد، عقد بالکتابت کی جدید شکل ہے، کیونکہ ای میل کرنے والے غائب ہی

ہوتے ہیں ،تاہم عقد بالکتابت کی طرح اس کے ذریعے عقد کرنا بھی صحیح ہے،تاہم عقد بالکتابۃ میں جن شرائط کا ہونا ضروری ہے ان کا لحاظ ای میل میں رکھنا ضروری ہو گا۔

عقد بالکتابۃ کی صحت کے لیے شرائط:

(1) ایجاب اور قبول اور اس کے علاوہ عقد کی دیگر شرائط کو خوب واضح الفاظ میں لکھیں گئے ہوں،یعنی ایسی چیز پر لکھا جائے کہ وہ لکھنے سے فراغت کے بعد باقی رہے اور اس کو پڑھنا اور سمجھنا ممکن ہو۔

(2) کتابت مرسوم ہو یعنی عام مروج طریقہ سے لکھا گیا ہو اور سب کے ہاں مقبول ہو۔

ای میل میں ان شرائط کا لحاظ اس طرح ہو کہ ای میل خوب واضح ہو،زبان بھی معتاد مروج اور قابل فہم ہو اور اس میں ایسے رموز وغیرہ نہ ہوں کہ فہم میں خلل ڈالتے ہوں یا ذومعنٰی ہوں تاکہ دھوکہ دہی کا باعث بنیں۔اسی طرح اگر دستخط مشروط ہو تو دستخط کا موجود ہونا بھی ضروری ہے۔

اوران ذرائع کے ساتھ عقد کرتے وقت مجلس عقد اور خیارات ثلاثہ (خیار قبول،خیار رجوع،خیار مجلس) کے احکامات بعینہ عقد بالکتابہ کے احکامات کی طرح ہوں گے۔

ای میل کے ذریعے عقد بیع میں ایجاب اور قبول کرتے وقت مجلس عقد:

ای میل کے ذریعے خرید و فروخت کرتے وقت تیسری شرط یہ ہے کہ عاقدین کی مجلس ایک ہو،عاقدین جب مجلس عقد میں حاضر نہ ہوں تو جس مجلس میں عاقد آخر کو ایجاب پہنچ جائے تو وہی مجلس عقد ہوتی ہے۔

علامہ البہوتی فرماتے ہیں:

وإن كان المشتري غائبا عن المجلس وكاتبه البائع أو راسله إني بعتك داري بكذا فلما بلغه الخبرقبل البيع صح العقد .[22]

ترجمہ:اگر مشتری مجلس عقد سے غائب ہو اور بائع نے اس کو خط لکھا یا اس کو پیغام پہنچایا کہ میں تجھے اپنا گھر اتنے روپے کے عوض فروخت کرتا ہوں،پس جب اس کو خبر پہنچ جائے اور وہ بیع کو قبول کرے تو عقد صحیح ہو گا۔

ای میل کے ذریعے ایجاب و قبول کرتے وقت مجلس عقد وہ ہو گی،جس میں عاقد آخر ایجاب پر مطلع ہو جائے اور یہ ایسا ہو گا،گویا موجب نے خود بخود مجلس عقد میں حاضر ہو کر ایجاب کیا ہو اور جب عاقد آخر ای میل کے ذریعے بھیجے گئے خط کے ساتھ موافقت(قبول) کرے تو یہ اس کی طرف سے قبول شمار ہو گی اور اسی وقت عقد تام ہو گا،لیکن اگر قبول سے پہلے ایسا کوئی کام پیش آگیا جو مجلس عقد سے اعراض پر دلالت کرتا ہو تو اس کے بعد قبول صحیح نہ ہو گا،پس ایجاب ای میل بھیجنے سے حاصل ہو گا اور قبول ای میل پر مطلع ہونے کے فورا بعد،لیکن صرف ای میل باکس تک پہنچنا کافی نہیں جب تک وہ اس کو دیکھ نہ لے۔

اس لیے ای میل بھیجنے والے کو اس بات کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ ای میل کرتے وقت قبول کے لیے ایک مخصوص مدت شرط قرار دے دے، کیونکہ بسا اوقات زیادہ مدت تک عاقد آخر تک ای میل کی اطلاع نہیں ہوتی، جس سے موجب کے بہت سارے حقوق تلف ہوں گے، لیکن جب وہ ایک دفعہ اپنے ایجاب کے لیے مخصوص مدت متعین کر دے تو اس کے بعد اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے اس کو اپنے ایجاب سے رجوع کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔

اسی طرح قابل کے لیے صرف قبول کا اعلان کافی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ موجب کو قبول کرنے کا علم ہو جائے اور فقہاء کرام کی تصریحات بھی اس بات پر موجود ہیں کہ صرف مجلس عقد میں قبول کافی ہے اور قبول کا اعلان اس طریقہ سے معتبر ہوگا جو عرف میں رائج ہو، مثلاً اگر عرف اس بات پر ہو کہ مکتوب الیہ کی طرف سے ایک جوابی خط بھیجا جاتا ہو تو اس وقت قبولیت کا اعلان یہ ہوگا کہ عاقد آخر ایک ای میل موجب کو بھیجے یعنی عرف وعادت کو اس میں حکم بنایا جائے گا اور اسی پر فیصلہ کیا جائے گا۔[23]

ای میل کے ذریعے بھیجے گئے ایجاب کا مجلس ثانی میں تجدید کا طریقہ:

ای میل کے ذریعے جب عاقد آخر کو ایجاب پہنچ جائے اور وہ ای میل دیکھ کر اسی مجلس میں قبول نہ کرے، بلکہ کسی دوسری مجلس میں جا کر قبول کرلے تو یہ عقد صحیح ہوگا۔ یہ قول زیادہ صحیح اس لیے ہے کہ انٹرنیٹ مواصلات کا ایک تیز رفتار ذریعہ ہے، ای میل کا مجلس ثانی میں دوبارہ پڑھنے سے اتنی زیادہ تاخیر نہیں آتی جس سے موجب کو نقصان ہو جائے، لیکن شرط یہ ہے کہ مجلس ثانی تک تاخیر اتنی ہو کہ عرف وعادت میں اتنی تاخیر برداشت ہو سکتی ہو، لیکن اگر اتنا فصل آجائے جو عرف میں موجب کے لیے مضر ثابت ہوتا ہو تو پھر مجلس ثانی میں ای میل پڑھنے سے تجدید ایجاب حاصل نہ ہوگا اور اگر زیادہ تاخیر نہ ہو تو یہ اس طرح ہے، گویا مرسل نے اپنے خط کی یاددہانی کے لیے دوسرا ای میل کیا ہو یا اس کو دوبارہ خط پڑھنے کی دعوت دے کر عقد بیع کی قبول یا ترک کرنے کی درخواست کی ہو۔

ای میل کے ذریعے عقد نکاح کا انعقاد:

ای میل چونکہ عقد وکتابت کی ایک جدید شکل ہے، اس لیے اس کے ذریعے عقد نکاح کے انعقاد میں وہی اختلاف ہوگا جو خط وکتابت کے ذریعے نکاح کے انعقاد میں ہے، چنانچہ احناف اور شوافع کے ایک قول کے مطابق خط وکتابت کے ذریعے عقد نکاح کا انعقاد صحیح ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ سے بھی ایک روایت جواز کی مروی ہے جب کہ موالک اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

آواز کے ذریعے ایجاب و قبول:

آواز کے ذریعے عقد کے انعقاد کے لیے جدید مواصلاتی نظام میں ٹیلی فون،انٹرنیٹ فون ہی استعمال ہوتے ہے۔

فون کے ذریعے عقود مالیہ کا انعقاد:

عقد کرتے وقت عاقدین کا ایک دوسرے کو نہ دیکھنا عقد کی صحت کے لیے مانع نہیں ،فقہاء کرام کی تصریحات اس عقد کے جواز پر موجود ہیں، جس میں عاقدین ایک دوسرے سے دور ہوں لیکن ان کی آواز ایک دوسرے تک پہنچ سکتے ہوں۔ مغنی المحتاج میں ہے:

ولوأقاما المجلس وسدلا بينهما سترا أو بنيا بينهما حاجزا فالخياربحاله وإن طالت المدة.[24]

ترجمہ: اگر عاقدین مجلس میں ہوں اور درمیان میں کوئی پردہ حائل کریں یا درمیان میں کوئی دیوار وغیرہ کھڑا کردیں تو اس سے خیار اپنی حالت پر باقی رہتا ہے، اگرچہ زیادہ مدت گزر جائے۔

چنانچہ ٹیلی فون یا انٹرنیٹ فون کے ذریعے عقود مالیہ کا انعقاد اسی قبیل سے ہے، جن کی صحت میں کوئی کلام نہیں۔ اس میں مجلس عقد کی ابتدا ایجاب سے لے کر قبول کی صدور تک ہوتا ہے، قبول سے پہلے موجب کو خیار رجوع اور قابل کو خیار قبول بھی حاصل ہوتا ہے۔

صورت سمیت آواز کے ساتھ ایجاب و قبول:

جدید ذرائع مواصلات میں ویڈیو ایک ایسا آلہ ہے جس میں عقد کرتے وقت عاقدین ایک دوسرے کی آواز سنتے اور دیکھتے ہیں۔ یہ ویڈیو دو قسم پر ہیں: (۱) ویڈیو کانفرنسنگ (۲) ویڈیو ریکاڈنگ

پہلی قسم میں عاقدین کے کلام میں اتحاد زمانہ پایا جاتا ہے، اس لیے اس کے ذریعے عقد کرنا ان دو عاقدین کی طرح ہے، جو ایک دوسرے سے دور ہوں لیکن ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہوں اور ایک دوسرے کی آواز بھی سن سکتے ہوں، ایسے عاقدین کی خرید و فروخت کو فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔ المجموع میں ہے:

ولوتناديا وهما متباعدان وتبايعا صح البيع بلا خلاف.[25]

ترجمہ: اگر عاقدین ایک دوسرے سے دور ہوں اور ایک دوسرے کو آواز دے کر ایجاب و قبول کریں تو یہ خرید و فروخت بالاتفاق صحیح ہے۔

بلکہ ابن قدامہ تو ان دو عاقدین کی بیع کو بھی صحیح قرار دیتے ہے، جو صرف ایک دوسرے کی آواز سن سکتے ہوں۔

ولوأقاما المجلس وسدلا بينهما سترا أو بنيا بينهما حاجزا فالخياربحاله وإن طالت المدة.[26]

ترجمہ: اگر عاقدین مجلس میں ہوں اور درمیان میں کوئی پردہ حائل کریں یا درمیان میں کوئی رکاوٹ کھڑا کریں تو اس سے خیار اپنی حالت پر باقی رہتا ہے، اگرچہ زیادہ مدت گزر جائے۔

جب صرف آواز سے بھی صحیح ہے تو ویڈیو کانفرنگ سے عقد بطریق اولی صحیح ہونی چاہئے کیونکہ رؤیت اور مشاہدہ رضامندی پر بنسبت آواز کے زیادہ دلالت کرتی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایجاب وقبول کی مجلس ایک ہو۔

ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے عقد کے انعقاد میں ایجاب اور قبول کرتے وقت مجلس عقد:

ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے خرید وفروخت کرتے وقت مجلس عقد کی ابتدا ایجاب کے صدور سے ہوتا ہے اور یہ مجلس عقد تین چیزوں سے اختتام پذیر ہوتی ہے:

(1) جب عاقدین کے درمیان بات چیت اختتام پذیر ہو۔

(2) عاقدین میں سے کوئی ایک عاقد آخر کا ایسا کوئی فعل دیکھے جو اعراض عن المجلس شمار ہوتا ہو، چنانچہ اس صورت میں اگرچہ بات چیت جاری ہو، لیکن ایسے فعل کے صدور سے مجلس عقد اختتام پذیر ہوگی اور اس کے بعد قابل کا قبول معتبر نہ ہوگا، بلکہ ایجاب باطل رہے گا۔ اگر عاقد آخر قبول کر بھی لے تو یہ ایجاب جدید شمار ہوگا، جس کے لیے قبول کی ضرورت ہوگی۔

(3) عاقدین میں سے ایک عاقد دوسرے کو مجلس عقد چھوڑتے ہوئے دیکھے تو اس صورت میں بھی مجلس عقد ختم ہوگی، اگرچہ مکالمہ جاری ہو، ہاں اگر مجلس عقد کا چھوڑنا ایسی کسی چیز کو مجلس عقد کے اندر حاضر کرنے کے لیے ہو جس کا تعلق عقد کے ساتھ ہو تو پھر اس صورت میں مجلس عقد کا چھوڑنا مجلس عقد کے اختتام کا سبب نہیں ہوگا، بلکہ مجلس عقد باقی رہے گی۔

دوسری قسم یعنی ویڈیو ریکارڈنگ میں عاقدین ایک دوسرے کی آواز اور تصویر تو دیکھ سکتے ہیں، لیکن یہ براہ راست نہیں ہوتا، بلکہ بذریعہ ریکارڈنگ ہوتا ہے، چنانچہ اس کے ذریعے کئے گئے تباعد مکانی کے ساتھ ساتھ تباعد زمانی بھی پایا جاتا ہے، اس وجہ سے اس کے ذریعے کئے گئے عقد کو خط وکتابت اور ارسال رسل کے ذریعے عقد کے مشابہ قرار دیا گیا ہے۔ بلکہ خط وکتابت ذریعے کئے گئے عقود کی بہ نسبت اس میں وجود کا پہلو زیادہ نمایاں ہے کیونکہ اس میں رؤیت اور مشاہدہ ہوتا ہے، جو رضامندی پر زیادہ دلالت کرتی ہے۔

جدید مواصلاتی نظام کے ذریعے نکاح کے انعقاد پر عصر حاضر کے علماء کی آراء:

جدید مواصلاتی نظام مثلاً فون، ویڈیو کانفرنسنگ، انٹرنیٹ وغیرہ پر نکاح کے انعقاد کے دو طریقے ہیں:

(1)وکالت کا طریقہ

(۲)...بالذات ایجاب اور قبول

پہلا طریقہ جس میں عاقدین مجلس عقد کے اندر موجود کسی شخص کو اپنا وکیل بناتا ہے یا عاقدین میں سے ایک دوسرے عاقد کو وکیل بناتا ہے اور پھر وہ مجلس عقد کے اندر گواہوں کے سامنے ایجاب اور قبول کرتا ہے تو اس طریقہ پر نکاح کے انعقاد میں کوئی کلام نہیں، بلکہ یہ طریقہ صحیح ہے لیکن جہاں پر بالذات ایجاب اور قبول کا تعلق ہے تو اس صورت میں فقہی قواعد اور جزئیات کو اگر سامنے رکھا جائے تو جواز کی گنجائش نکل سکتی ہے، کیونکہ فقہاء کرام کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد مجلس میں مکان کی تحدید ضروری نہیں اور نہ عاقدین کا ایک دوسرے کو دیکھنا ضروری ہے بلکہ قابل اطمینان رابطہ ضروری ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

رجل قال لقوم اشهدوا أني تزوجت هذه المرأة التي في هذا البيت فقالت المرأة قبلت فسمع الشهودمقالتهاولم يروا شخصها فإن كانت في هذا البيت وحدها جاز النكاح ، وإن كانت في البيت معها أخرىٰ لايجوز.[27]

ترجمہ: ایک شخص نے لوگوں سے کہا تم گواہ رہو کہ میں نے اس گھر میں موجود عورت کے ساتھ شادی کرلی، پس عورت نے گھر کے اندر سے کہا کہ میں نے قبول کیا اور گواہ نے عورت کا کلام سن لیا لیکن اس کو براہ راست نہیں دیکھا، اب اگر اس گھر میں صرف یہی ایک عورت ہو تو نکاح جائز ہے اور اگر اس گھر میں اس کے ساتھ کوئی اور عورت بھی ہو تو نکاح جائز نہیں ہو گا۔

مذکورہ عبارت میں ایک عاقد نظروں سے اوجھل ہے لیکن قرائن کی وجہ سے یہ رکاوٹ مانع عقد نہیں، اس لیے کہ پردے والے مکان میں صرف ایک عورت تھی اور اشتباہ پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔

اسی طرح یہاں پر بھی چونکہ عاقدین اور گواہ ایک دوسرے کے کلام کو سننے کے ساتھ ساتھ دیکھ بھی سکتے ہیں، اس لیے ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعے نکاح کے جواز کی گنجائش مل سکتی ہے۔

لیکن چند وجوہات کی بناء پر اس جواز پر فتوی دینا مشکل ہے، وہ وجوہات یہ ہیں:

(1) دیگر عقود عقود مالیہ کی بہ نسبت عقد نکاح کو ایک خاص مقام حاصل ہے، کیونکہ اس عقد پر پوری زندگی کے ایسے آثار مرتب ہوتے ہیں، جن کا تعلق زوجین اور ان کے بچوں سے ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو دیگر عقود مالیہ کے برابر ٹھہرا کر جدید ذرائع مواصلات کے ذریعے اس کے انعقاد پر قول کرنا صحیح نہیں۔

(2) عقود مالیہ کا دارومدار باہمی رضامندی پر ہوتا ہے، اس میں عقد کی شکل وصورت پر کوئی توجہ نہیں ہوتی بخلاف عقد نکاح کے کہ یہ ایک خاص شکل کے ساتھ معتبر ہوتا ہے، اس لیے اس کو دیگر عقود مالیہ کے برابر ٹھہرا کر اس کی صحت پر قول کرنا مشکل ہے۔

(3) جدید ذرائع مواصلات کے ذریعے عقد نکاح کے جواز پر قول کرنے میں معاشرتی طور پر ایسے اضرار اور مفاسد آنے کا امکان ہے جو عقد نکاح کے مقاصد اور اس کے مقتضی کے خلاف ہوں، انہی وجوہات کی بناء پر ویب کم، ٹیلی فون، یا دیگر ذرائع مواصلات کے ذریعے نکاح کے انعقاد کے جواز پر فتوی نہیں دیا جاسکتا۔

مصادر و مراجع

[1] ابن منظور الافریقی، محمد بن مکرم بن علی (م: 711ھ-)، لسان العرب، فصل القاف: 11/540، بیروت: دار صادر، الطبعۃ الاولیٰ: 1414ھ۔ تاج
العروس، المادۃ: عقد: 8/394

[2] اسماعیل بن نصر الجوہری (م۔393ھ)، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، المادۃ: عقد: 2/510، بیروت: دار العلم للملا یین، الطبعۃ الرابعۃ: 1408ھ۔1987ء

[3] محمد رواس قلعہ جی (سون)، معجم لغۃ الفقہاء، حرف العین: 1/317، بیروت: دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیہ: 1408ھ1988م

[4] ابو الحبیب، الدکتور سعدی (سون)، القاموس الفقہی، حرف العین: 1/255، دمشق: دار الفکر، الطبعۃ الثانیۃ: 1408ھ۔ 1988ء

[5] ابن نجیم، زین الدین بن إبراھیم بن محمد (م۔970ھ)، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب النکاح: 3/85، کوئٹہ: دار الکتاب الإسلامي (سطن)

[6] أبو العباس، أحمد بن محمد بن علي الفيومي ثم الحموي (م: 770ھ-)، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير: 2/648، بیروت: المکتبۃ العلمیۃ (سطن)

[7] لویس معلوف، المنجد فی اللغۃ: 887، بیروت: المطبعۃ الکاثولیکیۃ، انیسواں طبع، 2010ء

[8] القاموس الفقہی لغۃ واصطلاحا: 372

[9] البحر الرائق شرح کنز الدقائق: 5/283

[10] القاموس الفقہی لغۃ واصطلاحا: ص372

[11] ابن الہمام، کمال الدین محمد ابن عبدلواحد (م۔861ھ)، فتح القدیر، کتاب البیوع:6/248، بیروت: دار لفکر (سطن)

[12] وہبۃ الزہیلی (م۔1436ھ)، الفقہ الاسلامی وادلتہ:5/3309، دمشق: دارالفکر، الطبعۃ الرابعۃ:1418ھ۔1997ء

[13] المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، المادۃ: ق ب ل:2/488

[14] لسان العرب، فصل القاف:11/540

[15] البحر الرائق، کتاب النکاح،3/87

[16] فتح القدیر، کتاب البیوع:6/248

[17] البحر الرائق شرح کنز الدقائق، انواع البیع:5/283

[18] خطیب شربینی، شمس الدین محمد بن احمد (م۔977ھ) مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج:2/3، ایران: دارالذخائر، سن طباعت:1985ء

[19] النساء:29

[20] الکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود بن احمد (م۔587ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، کتاب البیوع: 5/133، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الثانیۃ:1406ھ۔1986ء

[21] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع:2/229

[22] البہوتی، منصور بن یونس (م۔1051)، کشاف القناع عن متن الاقناع، کتاب البیع:3/169، بیروت: دارالکتب العلمیۃ (سطن)

[23] القاسمي، مجاہد الإسلام القاسمي (م۔2002ء)، بحوث فقہیۃ من الھند:1/351، بیروت: دارالکتب العلمیۃ، سن طباعت: 2003ء

[24] ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد (م۔620ھ)، المغني والشرح الکبیر، کتاب البیع، الفصل الثاني خیار المجلس: 4/10، بیروت: دارافکر، 1388ھ–1968م

[25] النووی، أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف (م:676ھ)، المجموع شرح المھذب، کتاب البیوع:9/193 بیروت: دار الفکر (سطن)

[26] المغني والشرح الکبیر، کتاب البیوع، خیار المجلس:4/10

[27] لجنۃ علما برئاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاویٰ الھندیۃ:1/268 بیروت: دارالفکر، الطبعۃ الثانیۃ:1310ھ

حوالہ جات

کتب الفقہ:

1. ابن الہمام، کمال الدین محمد ابن عبدلواحد (م۔861ھ)، فتح القدیر، ک248، بیروت: دار لفکر (سطن)
2. ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد (م۔620ھ)، المغنی والشرح الکبیر، بیروت: دارافکر، 1388ھ–1968م

ابن نجیم، زین الدین بن ابراھیم بن محمد (م۔970ھ)، بحر الرائق شرح کنز الدقائق، کوئٹہ: دار الکتاب الإسلامي (سطن)

4. وہبۃ الزحیلی (م۔1436ھ)، الفقہ الاسلامی وادلتہ، دمشق: دار الفکر، الطبعۃ الرابعۃ: 1418ھ۔1997ء

5. خطیب شربینی، شمس الدین محمد بن احمد (م۔977ھ) مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، ایران: دار الذخائر، سن طباعت: 1985ء

6. لبہوتي، منصور بن یونس (م۔1051)، کشاف القناع عن متن الاقناع، بیروت: دار الکتب العلمیۃ (سطن)

7. القاسمي، مجاہد الإسلام القاسمي (م۔2002ء)، بحوث فقہیۃ من الھند، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، سن طباعت: 2003ء

8. النووی، أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف (م:676ھ)، المجموع شرح المھذب، بیروت: دار الفکر (سطن)

9. لجنۃ علماء برئاسۃ نظام الدین البلخی، الفتاویٰ الھندیۃ، بیروت: دار الفکر، الطبعۃ الثانیۃ: 1310ھ

کتب اللغۃ:

1. ابن منظور الافریقي، محمد بن مکرم بن علی (م: 711ھ)، لسان العرب، بیروت: دار صادر، الطبعۃ الاولیٰ: 1414ھ۔ تاج العروس، المادۃ: عقد: 8/394۔

2. اسماعیل بن نصر الجوہری (م۔393ھ)، الصحاح تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، بیروت: دار العلم للملایین، الطبعۃ الرابعۃ: 1408ھ۔1987ء۔

3. التھانوي، محمد بن علي ابن القاضي محمد حامد بن محمدّ (م:1158ھ)، کشاف اصطلاحات العلوم والفنوم، بیروت: مکتبۃ لبنان ناشرون، الطبعۃ الاولیٰ: 1956ء۔

4. لویس معلوف، المنجد فی اللغۃ: 887، بیروت: المطبعۃ الکاثولیکیۃ، انیسواں طبع، 2010ء۔

5. محمد رواس قلعجی (سون)، معجم لغۃ الفقہاء، بیروت: دار النفائس للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ: 1408ھ - 1988م۔

6. ابو الحبیب، الدکتور سعدی (سون)، القاموس الفقہی، دمشق: دار الفکر، الطبعۃ الثانیۃ: 1408ھ۔1988ء۔